رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزنامہ
خطبہ نمبر ۸
لاہور
پاکستان
یوم شنبہ

PESHAWAR DELT. 5 NOV 47 1947

جلد ۱ | یکم ماہ نبوت ۱۳۲۶ھ | ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ | یکم نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

لاہور ۳۱ر ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۵ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد اور کمردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

افسوس حافظ ملک محمد صاحب برادر اکبر جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

خطبہ عید الاضحیہ

عید الاضحیہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنا غم بھول جانے کا سبق سکھاتی ہے

مبتلائے مصائب مسلمان تقدیر الٰہی خوشی سے قبول کریں اور مصائب ہمت و استقلال سے برداشت کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۷ء بمقام منٹو پارک لاہور

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا کی ہر چیز میں ایک نسبت

پائی جاتی ہے۔ اور نسبتوں کو نظر انداز کر دینا کبھی بھی انسان کے لئے سکھ کا موجب نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے مقام پر ہر چیز کی ایک اہمیت بھی ہوتی ہے۔ اور اپنے اپنے مقام پر ہر چیز دوسرے کے لئے قربان بھی کی جاتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہ۔ تم میں سے ہر شخص ایک نگران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جو چیزیں اس کے سپرد کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اب کلکم راعٍ کے الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ نسبت کا اصل بالکل درست ہے۔ کیونکہ کلکم راعٍ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ بھی ایک راعی ہے۔ اور اس سے رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ صرف بادشاہ راعی ہے بلکہ فرمایا ہے کلکم راعٍ تم میں سے ہر شخص ایک راعی کی حیثیت رکھتا ہے پس بادشاہ ہی نہیں ایک وزیر بھی راعی ہے۔ اور اسے اللہ تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنے بادشاہ کے سامنے بھی جواب دہ ہے۔ پھر گورنر بھی راعی ہے۔ اور اپنی رعایا کے متعلق اسے اللہ تعالےٰ کے حضور جواب دینا پڑے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ وزیر کے سامنے بھی جواب دہ ہے پس کلکم راعٍ و کلکم مسئولٌ عن رعیتہ نے بتا دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبت کے اصل کو تسلیم فرماتے ہیں۔ اگر نسبت کے اصل کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایک ہی راعی ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں تم میں سے ہر شخص ایک راعی کی حیثیت رکھتا ہے یہاں تک کہ خاکروب بھی اپنی جگہ ایک راعی ہے۔ اور چرواہا جو بکریاں چراتا ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ راعی ہے۔ اسی طرح مرد بھی راعی ہے اور عورت بھی۔ بلکہ بچے بھی اپنے اپنے مقام پر راعی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہوتا۔ جس کے سپرد کوئی چیز نہیں ہوتی۔

راعی کے معنے

ضروری نہیں کہ ایسے شخص کے ہوں جس کے سپرد آدمی ہوں۔ اگر ایک چرواہا اپنے پاس صرف بھیڑ بکریاں رکھتا ہے۔ تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بچوں کو کھلونے لے کر دیئے جاتے ہیں۔ تو مائیں اپنے بچوں سے پوچھتی ہیں۔ کہ تم نے فلاں کھلونا کیوں ضائع کر دیا۔ یا فلاں چیز کیوں گم کر دی گئی تھی۔ وہ تم نے کیوں توڑ دی۔ جس طرح بچوں سے کھلونے کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ہر شخص سے دریافت کرے گا۔ کہ اس نے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک ادا کیا ہے۔

رعیت کے معنے

لفظی طور پر خواہ کچھ ہوں کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہ میں ہر وہ چیز مراد ہے جو کسی کے سپرد کی جاتی ہے۔ خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان۔ جاندار چیزوں میں اس کا مفہوم اور معنوں کے لحاظ سے آجائیگا۔ اور بے جان چیزوں میں اس کا مفہوم اور معنوں کے لحاظ سے آجائے گا۔ بہرحال ہر شخص پر کچھ نہ کچھ ذمہ داری ہوتی ہے۔ مگر وہ ذمہ داری نسبتی ہوتی ہے بنسبت اس کے جس کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے۔ اس کے اوپر

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید دی ہے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے فیروانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

اور افسر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر اور افسر ہوتے ہیں۔ اگر نسبت کے اصول کا ہم خیال نہ کریں۔ تو کارخانۂ عالم سب درہم برہم ہو جائے

اس دنیا میں نسبت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالیٰ کے وجود کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حیثیت

ایک خالق اور مالک کی ہے۔ اور باقی جس قدر ہستیاں ہیں وہ سب اس کی مخلوق اور مملوک ہیں۔ اس وجہ سے اس دنیا میں یا ہر دنیا میں سب سے مقدم مقام اللہ تعالیٰ کی آواز کو حاصل ہے۔ اور سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالیٰ کے حکم کو حاصل ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی آواز آئے گی۔ وہاں دوسروں کی آواز ہمیں پانی پڑے گی۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم آئیگا۔ وہاں دوسروں کے احکام کو ہمیں نظر انداز کرنا پڑے گا۔ ورنہ ہماری حیثیت ایک باغی کی سی ہوگی۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ

لاکھوں لاکھ غریب

جو دوسروں کی ملازمت پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان کے اپنے جذبات ان کے مالکوں کے جذبات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ ایک مشاطہ کا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ ایک حجام کے گھر موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایک نائی کا عزیز اسے چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ مجبور ہوتے ہیں۔ کہ مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ اپنے آقاؤں کی خدمت کریں اس لئے کہ وہ خادم ہیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے آقا کے مقصد اور مدعا کو پورا کریں۔ خواہ انہیں خوشی ہو یا غم۔ رنج ہو یا راحت۔ حالانکہ دھوبی سے کپڑے دھلانے والے کا یا نائی سے حجامت بنوانے والے کا یا مشاطہ سے چوٹی کروانے والی کا دھوبی یا نائی یا مشاطہ سے کتنا چھوٹا اور محدود تعلق ہوتا ہے۔ بسا اوقات دھوبی کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ نائی کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ مشاطہ کی خدمت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو کچھ ان کے آقاؤں کی طرف سے انہیں معاوضہ میں ملتا ہے وہ بہت کم ہوتا ہے۔ کیونکہ

عام طور پر امراء

اپنی طبیعت میں خسیس رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں امراء کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ بسا اوقات وہ بازار میں سودا سلف خریدنے کے لئے جائینگے تو دوکاندار سے بحث شروع کر دیں گے۔ کہ اتنی قیمت ہمیں چھوڑ دی جائے۔ گویا وہ غریباً سے بھی روپیہ چھڑانے کے عادی ہوتے ہیں انہیں اپنے پاس سے کچھ دینے کی عادت مفقود ہوتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے اندر تقوے رکھتے ہوں۔ اور

اللہ تعالیٰ کی حیثیت

ان کے دلوں میں پائی جاتی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا میں عام طور پر مزدور پیشہ لوگ اپنے آقاؤں سے عناد رکھتے ہیں۔ کیونکہ مالک ان کا حق مارنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور انصاف اور حسن سلوک سے کام نہیں لیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ معاملہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کسی کا حق نہیں مارتا

کیونکہ وہ غنی ہے۔ اور نہ صرف غنی ہے بلکہ صمد بھی ہے۔ غنی کے معنے ہیں جس کو خود کسی کی احتیاج نہیں۔ اور صمد کے معنے ہیں جس کو خود کسی کی احتیاج نہیں۔ اور جو دوسروں کی احتیاج کو پورا کرتا ہے۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے۔ کہ خود کسی کی محتاج نہیں۔ اور دوسروں کی حاجات کو بھی پورا کرتی ہے ایسے آقا کی شان کا مقابلہ دوسرے لوگ کہاں کر سکتے ہیں۔ اور جب ہمارا آقا اس شان اور عظمت کا ہے۔ تو

ایک مومن

کو ہمیشہ اپنے آقا کے منشاء اور اس کے مقصد کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے مقاصد کو اسی طرح بھول جانا چاہیئے۔ جس طرح عام ملازمت پیشہ لوگ اپنے آقا کی خوشی میں اپنے غموں کو بھول جاتے ہیں۔

آج کی عید

اس بات کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ کہ اپنے آقا کی خوشی اور اس کی مرضی کے موقعہ پر انسان کو اپنا غم بالکل بھول جانا چاہیئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

جن کی یادگار کے طور پر یہ عید مقرر کی گئی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اپنا اکلوتا بیٹا ذبح کر دے۔ ابراہیمؑ نے اس خواب کے معنے یہی سمجھے۔ کہ مجھے ظاہری طور پر اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہیئے۔ اور انہوں نے علی طور پر اپنے بیٹے کے حلق پر اس کو ذبح کرنے کے لئے چھری رکھ دی۔ اپنے بیٹے کا اپنے ہاتھوں حلق کاٹنا تو دور کی بات ہے۔ اپنے بچہ کی موت کی خبر سننا بھی باپ کے لئے بہت تلخ ہوتا ہے۔ پھر باپ کے سامنے اپنے بیٹے کا مرنا اور بھی تلخ ہوتا ہے اور بیٹے کا باپ کی غلطی کی وجہ سے مرجانا اس سے بھی زیادہ تلخ ہوتا ہے۔ مگر بیٹے کا اس کی اجازت سے مارا جانا اس سے بھی تلخ تر ہوتا ہے۔ اور بیٹے کو لٹا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اور بھی تلخ ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس

انتہائی تلخی اور مرارت

کے ابراہیمؑ نے تعبیر کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ تو ابراہیمؑ نے یہی سمجھا۔ کہ مجھے اس حکم کی ظاہری طور پر تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دینا چاہیئے۔ انہوں نے سمجھا یہ ایک انعام ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کے ایک حکم کو پورا کرنے لگا ہوں۔ اور انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر اس کا ذکر کیا۔ وہ بیٹا بھی اپنے باپ کا

فرمانبردار بیٹا

تھا جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ تمہیں واقعہ میں ذبح کر دوں۔ تو حضرت اسمٰعیلؑ نے جواب میں کہا مجھے اور کیا چاہیئے۔ جب خدا نے یہ حکم دیا ہے تو آپ شوق سے اس حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ قربان ہونے کے لئے چل پڑا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو لٹا کر اس کے

حلق پر چھری

رکھ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا ابراہیمؑ تو نے اپنا رویا ظاہر میں بھی پورا کر دیا ہے۔ مگر ہمارا منشاء اور تھا۔ اب تم اس کی جگہ ایک دنبہ ذبح کر دو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ عید ابراہیمؑ کے اس واقعہ کی یادگار کے طور پر امت محمدیہ میں قائم کی گئی ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس عید میں وہ کونسی چیز ہے جو یادگار کبھی جا سکتی ہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ یہ عید تبھی یادگار ہو سکتی ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنا اپنے لئے عید سمجھا ہو۔ اگر

بیٹے کی قربانی

کو انہوں نے عید نہیں سمجھا۔ تو یہ عید اس واقعہ کی یادگار بھی نہیں ہو سکتی۔ یادگار اسی صورت میں کہلا سکتی ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کی قربانی کو اپنے لئے عید سمجھا ہو۔ اور درحقیقت یہی سبق ہے۔ جو اس عید کے ذریعہ دیا گیا ہے علاوہ ازیں ہمیں سبق دیتی ہے۔ کہ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو مصیبت نہیں سمجھا۔ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو آفت نہیں سمجھا۔ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کو ابتلاء نہیں سمجھا۔ بلکہ چونکہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت گیا تھا اس لئے اس دن ابراہیمؑ ویسی ہی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ جیسے عید کے دن ہم بکرا ذبح کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یا اگر ہم خود قربانی نہ کریں۔ تو اپنے ہمسایہ کو قربانی کرتے دیکھ کر ہی جو خوشی محسوس کرتے ہیں ویسی ہی خوشی اس روز ابراہیمؑ کا قلب محسوس کر رہا تھا مگر افسوس کہ ابراہیمؑ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ اس نے

خدا کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنا

بھی اپنے لئے عید سمجھا۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگ عید کے موقعہ پر بکرا قربان کرنے کی توفیق رکھنے کے باوجود اس قربانی کو بھی بوجھ سمجھتے۔ اور اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں نے خود کئی مسلمانوں کے متعلق اخبارات میں پڑھے ہیں۔ جن میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ قربانی پر بلاوجہ روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ کیوں نہ یہ روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیا جایا کرے۔ یا کیوں نہ یتیم خانوں کو دے دیا جایا کرے۔ یا کیوں نہ قومی ترقی کے کاموں پر اس روپیہ کو صرف کیا جائے۔ ان سے کوئی نہیں کہتا۔ کہ تمہاری جیب میں اور بھی تو پیسے ہیں۔ تم خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرو۔ اور پھر اس حکم کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ تمہاری جیب میں بچے وہ یتیم خانوں میں دے دو۔ یا قومی ترقی کے کاموں پر صرف کر لو تمہیں اس سے کون منع کرتا ہے۔ مگر وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ یتیم خانہ کی مدد کی جائے۔ وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ مجاز ریلوے کی مدد کی جائے۔ وہ نام تو یہ رکھیں گے کہ

لیفیو جز کی مدد

کی جائے۔ مگر جب خرچ کریں گے۔ تو اس خانہ میں سے خرچ کریں گے جو خدا نے اپنے لئے رکھا تھا حالانکہ اگر انہیں لیفیو جز کی مدد کا شوق تھا

Digitized by Khilafat Library

غریبانہ گزینوں کے لئے گرم کپڑے اور بستر

غربا کے لئے گرم کپڑوں اور بستروں کی فوری ضرورت کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دوستوں کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیجکر اس کار خیر میں شامل ہو سکتے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کام میں تاخیر نہ کریں۔

اگر وہ یتیم خانوں کو روپیہ دینا چاہتے تھے۔ اگر وہ جہاز ریلوے کی مدد کرنا چاہتے تھے تو وہ اپنی جیب سے کر سکتے تھے۔ کیا قربانی کرنے کے بعد ان کا دیوالہ ہو جاتا ہے۔ اور کیا دوسرے کاموں کے لئے اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں بچتا۔ جب بچتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کو پس پشت ڈال کر اور کاموں پر روپیہ صرف کر دینا کونسی دانائی اور عقلمندی ہے۔ ایمان تو یہ تھا کہ جو کچھ خدا نے کہا تھا۔ پہلے اس کو پورا کیا جاتا۔ اور پھر اور کاموں پر روپیہ صرف کیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کر دینا اور دوسرے کاموں پر وہ روپیہ صرف کرنا جسے خدا تعالیٰ نے اور جگہ خرچ کرنے کا حکم دیا ہو اتنا قابل کہ مسلمان اسلام سے کس قدر دور جا چکے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو کیسی ناقدانہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر یتیم خانوں اور جہاز ریلوے اور ریلیف جرمنی کی مدد کا انہیں شوق ہی ہے تو وہ اپنی جیب سے کریں۔ خدا تعالیٰ نے کب حکم دیا ہے کہ بیت المال کو کیوں خرچ کرتے ہیں۔ کیا یہی ایک قربانی ہے جسے امیر آدمی سارے سال میں صرف کیا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کے پاس کوئی پیسہ نہیں رہتا۔ جب بیسیوں نہیں سینکڑوں کاموں کے لئے اس کے پاس روپیہ ہوتا ہے۔ تو قربانی کے روپیہ کو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صرف کیا جانا ہے کیوں قربانی کا روپیہ قربانی پر صرف نہیں کیا جاتا۔ اور باقی کاموں کے لئے اپنے پاس سے روپیہ نہیں دیا جاتا۔

قربانی میں اختیار نہیں

کرنا اور اسی روپیہ کو اپنے ذاتی کاموں پر صرف کر دینا بتاتا ہے کہ مسلمانوں کو قربانی کی اہمیت کا کوئی احساس ہی باقی نہیں رہا۔ وہ قربانی کی تعمیل رکھنے کے باوجود چند روپے خرچ کرتا بھی اپنے اوپر بوجھ محسوس کرتے اور بکرے کی قربانی بھی سوت کی طرح کاتتے ہیں۔ مگر ابراہیمؑ نے یہ نمونہ دکھایا کہ اس نے اپنے

بیٹے کی قربانی کو عید سمجھا

اس نے کہا مجھے زیادہ خوش قسمت انسان اور کون ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اس فضل سے نوازا اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور

بیٹے کی قربانی کی بڑی اہمیت

ہوتی ہے۔ وہ بیٹے اور محبوب اور عزیز سے عزیز اور قیمتی چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کوئی معمولی اور ادنیٰ درجہ کی قربانی ہے۔ ہرگز نہیں۔ محبوب اور دلدار اور پیارے بیٹے کا خون اور ایک اور آدمی بھی ہو۔

قصہ مشہور ہے کہ ایک اور شخص اپنے باپ کا مال چوری کے ساتھ مل کر اڑانے کا عادی تھا۔ ہر وقت اس کے ساتھ مل کر اڑانے میں لگا رہتا تھا۔ ایک دن باپ نے اسے کہا کہ بیٹا اب تو ہم دونوں کا گزارہ مشکل ہے۔ آؤ ہم کسی اور کا مال چرائیں۔ بیٹا اس بات پر تیار ہو گیا۔ اور دونوں چل پڑے۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے ایک

اچھا نمونہ

نہیں دکھایا۔ بلکہ ہماری جماعت کے بعض نوجوانوں میں بھی یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کہ وہ پہلے ایک گاؤں میں جاتے ہیں۔ اور جب انہیں وہاں دانہ وغیرہ مل جاتا ہے۔ تو اس گاؤں سے دوسرے گاؤں چلے جاتے ہیں۔ اور یہ نہ کر دیتے ہیں کہ وہاں زمین اچھی نہیں۔ انہیں کسی اور جگہ کو جانا چاہئے۔ دراصل وہ نہیں

بیکار بیٹھ کر روٹی کھانے کی عادت

پڑ گئی ہے۔ اور دوسری طرف چونکہ ان کی اپنی ہمت ختم ہو گئی ہوتی ہے۔ دل کے نفس ہو جاتے ہیں۔ اطمینانی پائی جاتی ہے۔ اور وہ کسی جگہ استقلال کے ساتھ بیٹھ کر کام نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے اندر سچا ایمان رکھتے تو ان مصائب میں بھی ایک لذت محسوس کرتے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

احد کی جنگ

میں جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ تو اس خبر کے سنتے ہی مدینہ کی عورتیں گھبرا کر اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں۔ اور بعض تو اس اضطراب اور پریشانی میں اور تک جا پہنچیں۔ جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب مسلمان عورتیں گھبراہٹ اور اضطراب کے عالم میں ادھر ادھر جا رہی تھیں۔ تو انہیں راستہ میں بعض مسلمان سپاہی ملے۔ جو واپس مدینہ جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک عورت آگے بڑھی اور اس نے ایک مسلمان سپاہی سے پوچھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ چونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلامت دیکھ چکا تھا۔ اور اسے کامل اطمینان تھا۔ اس نے بجائے جواب دینے کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے ہیں۔ اس عورت کو یہ جواب دیا۔ کہ بی بی مجھے بڑا افسوس ہے۔ تمہارا والد اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ اس نے کہا میں تم سے اپنے والد کا حال نہیں پوچھتی۔ میں تم سے یہ پوچھتی ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے پھر جواب دیا۔ تمہارا بیٹا بھی شہید ہو گیا ہے۔ اس پر پھر اس نے کہا۔ میں نے تم سے اپنے بیٹے کے متعلق بھی سوال نہیں کیا۔ میں تم سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کر رہی ہوں۔ اور غصہ سے بھر کر کہا۔ تم سے اپنے رشتہ داروں کے متعلق سوال نہیں کر رہی۔ تم مجھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال بتاؤ

اس نے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ جب اس نے یہ سنا تو اس نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے ہیں۔ تو پھر مجھے کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔

ہاتھ میں اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اس کی کمر میں میانی بندھی ہوئی تھی۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے باہر نکل کر کہا۔ میرے دوست معاف کرنا مجھے دیر اس لئے ہو گئی۔ کہ آج آپ

آدھی رات کے وقت

تشریف لائے ہیں۔ جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ آدھی رات کے وقت آپ کا میرے پاس آنا ضرور اپنے اندر کوئی غرض رکھتا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا۔ کہ ممکن ہے آپ پر اس وقت کوئی مصیبت آئی ہوئی ہو۔ اور آپ مدد کے لئے میرے پاس آئے ہوں۔ اس خیال کے آنے پر میں نے تلوار اٹھالی۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جس سے میں آپ کی مدد کر سکتا تھا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ گو آپ کروڑپتی ہیں۔ مگر کبھی کروڑپتیوں پر بھی ایسی مصیبت آتی ہے۔ کہ وہ پیسہ پیسہ کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ جیسے مشرقی پنجاب میں کئی مسلمان کروڑپتی تھے۔ مگر آج وہ بالکل کنگال ہیں) میں نے ساری نہر پیسہ پیسہ جمع کر کے چار پانچ سو روپیہ اکٹھا کیا تھا۔ اور اسے زمین میں دبا رکھا تھا۔ اس خیال کے آنے پر میں نے زمین کھودنی شروع کر دی۔ اور وہ تھیلی نکال لی۔ اس لئے مجھے باہر آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا۔ کہ ممکن ہے آپ کے گھر والے بیمار ہوں۔ اور ان کی تیمارداری کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو جگایا۔ اور اسے بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اب یہ تینوں چیزیں حاضر ہیں۔ بتائیے آپ کو کیا کام ہے۔ باپ نے اپنے بیٹے سے کہا دیکھا۔ اس قسم کے دوست ہوا کرتے ہیں۔

یہ مثال اپنے اندر یہ سبق رکھتی ہے۔ کہ اگر انسانوں کے دوست اس قسم کے ہو سکتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے دوست کو کیسا ہونا چاہیئے اور اسے خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو کس طرح مدنظر رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان اگر سچا مومن ہو۔ تو اسے ہر وقت خدا تعالیٰ کو پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ میرا خدا کیا کہہ رہا ہے۔ پھر جس چیز میں خدا کی رضا ہو۔ اسی چیز کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور خوشی اور بشاشت کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ بہت بڑی مصیبت پر جو ان پر آئی ان پر وارد ہوئی ہے۔ بجائے اس کے کہ رو رو کر۔ اور چیخ مار کر بیٹھ جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر کو خوشی سے قبول کریں۔ اور مصائب کو ہمت اور استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ مگر افسوس ہے کہ باہر سے ہی نہیں بلکہ خود ہماری جماعت کے بعض وہ کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد اس عورت نے کہا گو تم نے مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر سنا دی ہے۔ مگر مجھے تسلی نہیں ہو گی۔ جب تک میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ اس نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ کھڑے ہیں۔ وہ عورت دوڑی ہوئی وہاں گئی۔ وہ منہ سے کہتی جاتی تھی کہ یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا یعنی زخمی ہو کر گئے اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور ہم لوگوں کو اتنا دکھ پہنچا ہے۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آپ کے پاس پہنچی اور محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس نے جھک کر آپ کا کرتہ پکڑا اور عرض کیا۔ اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر کہا یا رسول اللہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تیرا خاوند مارا گیا ہے۔ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ تیرا بیٹا مارا گیا ہے یا رسول اللہ آپ کے زندہ ہوتے ہوئے کسی اور کی مجھے پرواہ ہی کیا ہے۔ تو دیکھو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

ان لوگوں کے دلوں میں کتنی تھی اور کتنا عشق تھا جو ان لوگوں کے قلوب میں پایا جاتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک مومن کو نسبت کا اصل ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے بہت بڑے محبوب ہیں۔ مگر خدا ہمیں آپ سے بھی زیادہ پیارا ہے اگر اس عورت کو اپنے خاوند کی موت اپنے باپ کی موت۔ اپنے بیٹے کی موت اور اپنے بھائی کی موت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ تو ہمیں

اپنے زندہ خدا کی موجودگی میں

کوئی مصیبت کس طرح پریشان کر سکتی ہے۔ اگر ہمارا نقصان ہو جائے تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارے خدا کا ایسا ہی ارادہ تھا اور ہمیں راضی بارضا رہ کر اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھانا چاہیئے۔ لیکن اگر بفرض محال ہمارا خدا ہی ہمیں مارنے پر تلا ہوا ہے تو پھر ہمیں کوئی طاقت موت سے بچا نہیں سکتی اس صورت میں ہمارا اپنے متعلق فکر کرنا نادانی اور حماقت ہے۔ بہرحال دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہے اگر ہمارے خدا نے ہمارا موت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تو پھر کوئی طاقت ہمیں اس موت سے بچا نہیں سکتی۔ اس صورت میں غم میں مبتلا رہنا بالکل فضول ہے اور اگر ہمارے خدا نے ہمیں زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ تو اس صورت میں بھی ہمارا گھبرانا اور پریشان ہونا بیوقوفی اور پاگل پن کی بات ہے

بلکہ

غموں اور مصیبتوں کے وقت خوشی کا اظہار مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایک مشاطہ۔ ایک نائی اور ایک دھوبی تھوڑے سے پیسوں کی خاطر اپنے آقا کے سامنے اپنے چہرہ کو اس لئے بشاش بشاش بنا لیتے ہیں کہ کہیں ان کے تعلقات اپنے آقا سے خراب نہ ہو جائیں تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ جب خدا نے ہماری جماعت کے لئے ایک عید تجویز کی ہے۔ تو ہم مصائب کے دوران میں بھی خوشی کے ساتھ اس عید کو منائیں اور بشاش بشاش چہروں کے ساتھ اپنے رب کی عطا کردہ خوشی میں شریک ہوں

عید الاضحیہ کے معنے

میں قربانیوں کی عید جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مفہوم ہے کہ قربانیوں پر لوگ دعا کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہارا اس طرح امتحان لوں گا کہ تم

قربانی کرو اور ہنسو

اور اگر ہمارا خدا چاہتا ہے کہ ہم ہنستے ہوئے اس کے حضور قربانی پیش کریں تو ایک مومن کی حیثیت سے ایک بشاش کی حیثیت سے۔ ایک محب کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم قربانی کریں اور ہنستے ہوئے کریں۔ پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ انہیں آج کی عید کی حکمت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ یہ عید بتاتی ہے۔ کہ مومنوں کو قربانیاں کرنی پڑیں گی اور ان کا فرض ہو گا کہ وہ ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ قربانیاں کریں

گذشتہ جنگ عظیم میں

ایک جرمن بڑھیا

کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اس کے سات بچے تھے اور اس نے سات کے سات بچے ملک کی خدمت کے لئے میدان جنگ میں بھیج دیئے اور پھر وہ سارے کے سارے مارے گئے جب اس کا آٹھواں بچہ بھی مارا گیا تو گورنمنٹ کی طرف سے وزیر کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس بڑھیا سے خود اظہار ہمدردی کرے جب اسے بلا کر بتایا گیا کہ اس کا خوبرو بیٹا بھی جنگ میں مارا گیا ہے تو ایک طرف غم کے مارے اس کی کمر جھکی چلی جا رہی تھی اور دوسری طرف اس خیال سے کہ اس کا بیٹا ملک کی خدمت کرتے ہوئے مارا گیا ہے۔ اس نے کوشش کر کے اپنی کمر سیدھی کی اور پھر اپنے چہرہ کو خوش بناتے ہوئے قہقہہ لگایا اور کہا کیا ہوا اگر میرا بچہ مارا گیا ہے وہ ملک اور قوم کی خاطر مارا گیا ہے۔

اگر ایک عورت

کا فر عورت۔ ایسی قوم کی عورت جو توحید کے علم سے نا واقف تھی۔ جو خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیار سے نا واقف تھی۔ ملک کی خاطر اپنے سات کے سات بیٹے قربان کر سکتی ہے اور پھر اپنے آخری بچہ کی وفات پر اپنی کمر کو سیدھا کرتے اور اپنے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہتی ہے کہ کیا ہوا اگر میرا بیٹا مارا گیا ہے وہ قوم اور ملک کی خدمت کرتا ہوا مارا گیا ہے۔ تو

ایک زندہ قوم

ایک موحد قوم ایک خدا سے تعلق رکھنے والی قوم۔ اور دن رات خدا تعالیٰ کے معجزات و نشانات دیکھنے والی قوم کو کس طرح خوشی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مصائب برداشت کرنے چاہئیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر پکا ایمان رکھتی ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ ہر مصیبت پر رضا بالقضا کا اعلیٰ نمونہ دکھائے اپنے آپ کو کلی طور پر

خدا تعالیٰ کے آستانہ پر

ڈال دے اور اس کے لئے ہر ممکن قربانی پیش قبول کرے اگر وہ ایسا کرے گی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ہلاک نہیں کر سکے گی کیونکہ جو لوگ خدا کے لئے مرتے ہیں انہیں کوئی شخص مار نہیں سکتا وہ ایک تنومند درخت کی طرح دنیا میں بڑھتے اور پھیلتے اور پھولتے ہیں جس کی جڑیں ایک طرف زمین کی پاتال تک چلی جاتی ہیں اور دوسری طرف اس کی شاخیں آسمان تک پھیل جاتی ہیں۔ اب میں

دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں سچی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے اور بغیر کسی ملاوٹ کے اپنا خالص عشق عطا کرے۔ ہمارے دلوں پر وہ آپ جلوہ گر ہو۔ اپنا چہرہ ہم پر روشن کرے۔ ہماری تاریکیاں ہم سے دور کرے۔ اور اپنا نور ہمارے لئے ظاہر فرمائے۔ آمین اللھم آمین

آپ اپنے متعلق اطلاع دیں

ایک چٹھی طرف عبد القادر صاحب محرر پرنٹنگ

ملی ہے جس میں Payment Slip

والا سپیریل بک لاہور جو انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ (لاہور) کی طرف سے کیش ہونے کے متعلق آیا تھا) کے کیش ہونے کے متعلق لکھا ہے۔ ایڈریس مکمل نہ ہونے کی وجہ سے جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اپنے مکمل ایڈریس سے نظارت بذا کو اطلاع دیں۔ نظارت بیت المال

(۲) شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نائب ناظر بیت المال قادیان سے لاہور آئے تھے۔ اور انہوں نے خود واپس قادیان جانا تھا۔ مگر وہ کئی دن سے غائب ہیں۔ وہ جہاں بھی ہوں فوراً مطلع کریں۔ اگر کسی دوست کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہیں تو وہ مطلع فرما دیں۔

نظارت بیت المال۔ جودھامل بلڈنگ۔ لاہور

(۳) سید احمد حسین صاحب بن ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم قادیان جہاں کہیں ہوں اپنے اقربا کو فوراً خط لکھیں۔ ۶ منٹگمری میں اطلاع دیں۔ کیونکہ سب کو ان کی تشویش ہو رہی ہے۔ (اکمل)

R. P. A. No. 1

A. R. D. No. 1

تحریک جدید کے مجاہدین سے خطاب

جماعت احمدیہ آج جن مشکلات اور مصائب سے گذر رہی ہے۔ اس کے پیش نظر ہر احمدی کو جو اپنے مقدس امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ احمدیت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے اپنے دل میں پختہ عہد کر لے۔ تب بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہو وہ اس میں شامل ہو سکے اور جو وعدے کو چکا ہے اس میں باوجود اپنی ذاتی ضروریات کے اسلام اور احمدیت کی ضرورت کو مقدم کرے کیونکہ جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پرواہ نہیں کریں گے اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔

"یاد رہے کہ کوئی مومن مردود ہونا پسند نہیں کرتا۔ مومن ایک ہی بات جانتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال خرچ کر کے اس دنیا سے گذر جائے۔ آپ لوگوں کو بھی یہی طریق عمل قبول کرنا ہو گا۔"

پس تحریک جدید کے وہ مجاہد جو دفتر اول کے تیرھویں سال اور دفتر دوم کے سال سوم کے وعدے اپنے امام کے حضور پیش کر چکے ہیں۔ وہ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ابھی سے ایسا ماحول پیدا کریں۔ کہ ان وعدوں کو ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء تک جو وعدوں کی آخری میعاد ہے۔ ادا کر سکیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریاست کشمیر کے دارالحکومت سرینگر پر آزاد حکومت کا قبضہ

فضائی اڈے کے قریب گھمسان کی جنگ

سری نگر ۳۰ اکتوبر۔ کشمیر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آزاد حکومت کی فوجیں کشمیر کے دارالحکومت سرینگر پر مکمل طور پر قابض ہو گئی ہیں۔ ہندوستانی یونین کے جو تازہ دم فوجی دستے سری نگر بھیجے گئے تھے۔ ان میں اور آزاد فوج میں کئی گھنٹے شدید مقابلہ ہوتا رہا۔ بالآخر ہندوستان یونین کے دستے شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے۔ اور سری نگر سے نکل گئے۔ آزاد کشمیر کی افواج اب سری نگر سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ اس وقت سری نگر سے سات میل کے فاصلے پر فضائی اڈے کے قریب مقابلہ ہو رہا ہے۔ جہاں قبضہ ہو جانے کے بعد حکومت ہند کے لئے کشمیر میں فوجیں اتارنے کی کوئی جگہ نہیں رہے گی۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ بلاقوجوں کے کمانڈر بریگیڈیر عثمان کو ڈوگرہ فوج کئی دنوں سے مار چکی ہے آپ حکومت کشمیر کی ڈوگرہ حکومت میں واحد مسلمان بریگیڈیر تھے۔

پاکستان کو اسلام کی شوکت کے اظہار کا ذریعہ بناؤ اور ہمت بلند رکھو

قائداعظم کا مسلمانوں سے خطاب

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ کل قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کے عظیم الشان اجتماع میں جو تقریر فرمائی۔ اس کا کچھ حصہ کل شائع ہو چکا ہے۔ آج مکمل تقریر کا خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔ قائداعظم نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ بہادر اور غیور مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ اور نہایت شاندار روایات کے حامل۔ لہٰذا ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہیں۔ دلیری۔ جرأت اور بہادری ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیجئے۔ اور پاکستان کی حکومت کو اسلام کی شوکت اور عظمت قائم کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا۔ ہمارا مذہب ہمیں یہ سکھاتا ہے۔ کہ موت سے مت ڈرو۔ آپ اسلام کی حرمت اور پاکستان کی عزت کی خاطر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائیے۔ اور یاد رکھیئے کہ شہید کی موت سے بہتر اور کوئی موت نہیں۔ ہمیں موت کا ڈر اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ اور اس یقین پر قائم ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہم حق اور راستی پر ہیں۔ لہٰذا فتح انشاء اللہ ہماری ہی ہو گی۔

قائداعظم نے مسلمان نوجوانوں کو بالخصوص مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ اسلام کے بہادر سپاہی ہیں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت بنانے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں غلام نہیں بنا سکتی۔ پاکستان کو مٹانا اب کسی کے بس کی بات نہیں

آپ نے ۳ جون کی برطانوی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ قائد ہم اس سکیم کو منظور کر کے غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سکیم کو منظور کر کے ہی مسلمانوں کے لئے بہتر تھا۔ اگر ہم اسے منظور نہ کرتے۔ اور اپنے لئے کوئی اور راستہ تجویز کرتے۔ تو اس کے نتائج مادی قوم کے لئے کتنے خوفناک ہوتے۔ کہ ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ اس بات کی شہادت دے گی۔ کہ ہم نے دیانت داری کے ساتھ اس سکیم کو منظور کیا۔ اور ہمہ تن عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ مگر اس کے بالمقابل دوسروں نے انتہائی بددیانتی سے کام لیا۔ اور ہمارے خلاف ایک گہری سازش کی۔ اور اس سلسلے میں شرافت شجاعت اور انسانیت کے ابتدائی اصول بھی نظر انداز کر دیئے۔ مگر میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم نے قرآن مجید کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے رکھا۔ تو انشاء اللہ ہم ہی فتح یاب ہوں گے۔

ریاست نیلگری میں بد امنی!

بالامور ۲۸ اکتوبر۔ اطلاع ہے۔ کہ ریاست نیلگری کے قدیم باشندے لوگوں کی کی ہوئی فصل کاٹ کاٹ کر لے جا رہے ہیں۔ تیروں اور دیگر مہلک ہتھیاروں سے لوگوں کو زخمی کر رہے ہیں۔ ریاست میں سخت بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔

وہ گورنمنٹ جو رعایا کی جان و مال کی حفاظت نہ کر سکے اس کے وجود پر افسوس ہے۔

امرت سر اور گورداسپور کے قیدی

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ شیخ صادق حسن صاحب ایم ایل اے کو امرت سر اور گورداسپور میں مسلمان قیدیوں کی حالت دیکھنے کا موقعہ ملا۔ شیخ صاحب نے بتایا۔ کہ ۱۵ ہزار مسلمان قیدی تین ماہ سے حکومت مشرقی پنجاب کی قید میں پڑے ہیں۔ امرت سر میں دو سو اور گورداسپور میں ایک سو سے زائد اشخاص ہیں۔ جن میں ۱۴ سال سے کم عمر کے بچے بھی ہیں۔ شیخ صاحب نے بیان کیا۔ کہ ۴

کشمیر میں آزاد فوجوں کی کامیابی کا اعتراف دہلی سے

نئی دہلی ۳۰ اکتوبر۔ دہلی کے محکمہ دفاع کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر میں انڈین یونین کی فوجوں کا کمانڈر انچیف دی آر۔ رائے محاذ جنگ سے پسپائی کے وقت اور جمیا تھا۔ ریاستی فوجوں کا چیف آف سٹاف بریگیڈیر راجندر سنگھ لاپتہ ہے۔ انڈین فوجیں ابھی تک اپنا کوئی مرکز نہیں بنا سکیں۔ حملہ آوروں کی طاقت ہماری طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ بارہ مولا کی طرف بڑھنے والے حملہ آوروں پر شکاری جہازوں سے بھی حملہ کیا گیا۔ ریاست کے تمام ذرائع آمد و رفت اور رسد رسائل معطل و منقطع ہو چکے ہیں۔ صرف وائرلیس کے ذریعہ کوئی اطلاع آتی ہے۔ سرما یاں آجانے سے مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

حیدرآباد کا ہندوستانی یونین سے معاہدہ آزادی پر مبنی ہونا چاہیئے

بصورت دیگر ہم آخری دم تک اسکا مقابلہ کریں (مسٹر رضوی)

حیدرآباد ۳۰ اکتوبر۔ چالیس ہزار مسلمانوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مجلس اتحاد المسلمین کے صدر سید قاسم رضوی نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب چھتاری کی قیادت میں جو وفد جانے والا تھا وہ کامل آزادی کی بناء پر معاہدہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمارے وفد کے مندوب۔ بہادر۔ دہلی اور دوسرے مقامات کے واقعات سے خائف تھے۔ کہ ہندوستان یونین سے لاتعلقی کہیں ریاست کے اندر بھی ایسی ہی صورت حالات پیدا نہ کر دے۔ یہ وفد مسٹر پٹیل کا سکھایا ہوا معمولی وفد تھا۔ پٹیل اور اس کے حواس پر مسلط تھے۔ یہ وفد، نوز کو واپس ہونے والا تھا۔ اور ریاست حیدرآباد کو یونین میں شامل ہونے کا اعلان کر چکا تھا۔ یہ صورت سخت ناقابل برداشت تھی۔ جونہی مجھے اس کا علم ہوا میں نے دن رات محنت کر کے عوام کی آواز اور رائے کو حکومت کے کانوں تک پہنچایا۔ اس کا نتیجہ تھا یہ ہوا کہ یہ وفد فوراً واپس کر دیا گیا۔ سید رضوی نے کہا۔ کہ جو معاہدہ حیدرآباد کی آزادی پر مبنی نہ ہو گا عوام اسے مسترد کر دیا جائے گا۔ اور ہم آخری دم تک اس کا مقابلہ کریں گے۔

جعلی راشن کارڈوں کی واپسی

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ جعلی راشن کارڈوں کی واپسی کے سلسلے میں حکومت مغربی پنجاب کا دوسرا اشتہاری اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ اب ایسے کارڈ ۱۰ نومبر تک واپس ہو سکیں گے۔

ہیلی کالج آف کامرس میں

ماہرین معاشیات کا اجلاس

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ ۲۰ نومبر کو ہیلی کالج آف کامرس میں شام کے ۶ بجے ماہرین معاشیات اور پاکستان آنا کمک ایسوسی ایشن کی ترتیب میں دلچسپی رکھنے والوں کا ایک اجلاس منعقد ہو گا۔ جس میں ایسوسی ایشن کی ترتیب کا کام پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اور اس کے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق نہایت اہم فیصلے کئے جائیں گے۔

ضلع علی گڑھ اور تحصیل بدایوں

فسادزدہ علاقے قرار دیئے گئے

لکھنؤ ۳۰ اکتوبر۔ علی گڑھ کا ضلع اور ضلع بدایوں کی تحصیل بدایوں کو مزید تین ماہ کے لئے فسادزدہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے

نئے وفد کے قائد نواب چھتاری ہونگے

حیدرآباد کے وزیراعظم نواب چھتاری ہی کریں گے۔ یہ وفد ہندو مسلمانوں کی حکومت سے اختیارات کے لئے جائیگا۔ واضح رہے۔ کہ پہلی اطلاع کے مطابق یہ وفد نواب معین نواز جنگ بہادر کی قیادت میں جا رہا تھا۔ (وائرلیس)

مسلمان پناہ گزینوں کی آمد

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ ۲۹ اکتوبر کو دہلی گاڈیوں کے ذریعہ تین ہزار مسلمان پناہ گزین لدھیانہ سے۔ چھ ہزار دہلی سے۔ تین ہزار جالندھر سے۔ اور تین ہزار ہوشیارپور سے پاکستان کی حدود میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ فوجی لاریوں پر ساڑھے تین ہزار مسلمان پناہ گزین امرت سر سے پانچ سو پچاس براہ مصطفیٰ آباد اور جگا دھری سے آئے۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل کو مخاطب کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان سے الحاقِ کشمیر کو حکومت پاکستان نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا

استصواب رائے عامہ کا اعلان دھوکہ بازی ہے

لاہور ۲۹ اکتوبر۔ ایک پریس کمیونکے میں بتایا گیا ہے کہ الحاق کشمیر کے سلسلے میں استصواب رائے عامہ کا جو اعلان کیا گیا ہے وہ دھوکہ اور انتہا درجہ کا گمراہ کن ہے۔ حکومت پاکستان نے متنازعہ فیہ امور کو سلجھانے کے لئے اپنی طرف سے اپنی انتہائی کوشش کی ہے اور وزیر اعظم کشمیر کو دوستانہ طریق سے مشورہ کرنے کی دعوت دی۔ مگر وزیر اعظم نے نہایت بے رخی سے کام لیتے ہوئے وقت نہ ہونے کا عذر کر کے اس تجویز کو ٹال دیا۔ کشمیر بھی حکومت پاکستان نے ان کی طرف اپنا ایک خاص نمائندہ بھیجا۔ مگر وزیر اعظم نے اس سے کسی قسم کی گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیر اعظم کشمیر نے اپنی ۲۷ اکتوبر کی حیثیت میں دھمکی دی۔ کہ اگر حکومت پاکستان باہمی تنازعات کے بارہ میں ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن مسترد کرنے پر اصرار نہ ہوتی۔ تو وہ سرحد پر ہونے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے بیرونی امداد حاصل کرنے پر مجبور ہوگا۔ وزیر اعظم پاکستان نے اس تجویز سے فوراً اتفاق رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے نمائندوں کا انتخاب کر لیں۔ مگر وزیر اعظم کشمیر نے چپ سادھ لی۔ اور ۲۸ اکتوبر کو بذریعہ تار بھیر سابقہ الزامات دہرائے تو ہیز گورنر جنرل پاکستان کو دھمکی دی۔ کہ حکومت پاکستان کے رویہ کو اب ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اور کہا۔ کہ ریاست میں بیرونی امداد طلبی جارہی ہے گورنر جنرل نے جواب میں واضح کر دیا۔ کہ بیرونی امداد کا مطالبہ ایک قسم کا چیلنج ہوگا۔ اور لکھا کہ یہ ساری کارروائی معاہدات کی خلاف ورزی کر کے انڈین یونین کے ساتھ ملنے کے لئے ایک بہانہ تلاش کرنا ہے۔

دراصل ریاست میں ہندو مسلح فوجیں منگوانے کا فیصلہ انڈین یونین کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کے ذریعہ ۱۸ اکتوبر سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ حکومت پاکستان نے بار بار اس بات سے انکار کیا۔ کہ ریاست پر حملہ آور پاکستان کے لوگ نہیں ہیں۔ اس کے بالمقابل پونچھ جموں بلکہ پاکستان کی سرحدی ریاست کے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے خود ریاست کی فوجوں نے حملے کئے۔ پونچھ اور جموں کے دیہات کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ ایک گاؤں کے قریب ۱۰۰ سے زیادہ مسلمانوں کی لاشیں پائی گئیں حملہ آوروں نے کئی ملٹری موٹریں اور جوانوں کی لاشیں لی ہیں۔ وہاں کی ریاست کے باوردی سپاہیوں کی لاشیں۔ اس وقت تک ایک لاکھ کے قریب جموں کے مسلم پناہ گزین پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ سرحدی پٹھانوں کے بقیہ بالکل پہلے ہی کافی مجروح ہو چکے تھے۔ ریاست میں ہندو سکھ فوجوں کے داخلہ اور جموں میں مسلمانوں کے قتل عام نے ان کو مزید مشتعل کر دیا ہے۔ اس کے ریاست میں داخلہ کی ذمہ داری کلیتہً خود حکومت کشمیر پر ہے۔

پس انڈین ڈومینین کے ساتھ ریاست کشمیر کے الحاق کی بنیاد دھوکہ بازی اور بدعہدی پر ہے اور استصواب رائے عامہ کا جو طریق پیش کیا گیا ہے۔ وہ محض کاغذی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان ریاست کے انڈین ڈومینین کے ساتھ الحاق کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتی۔

امرتسر میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے آب و ہوا سخت خراب ہو رہی ہے

امرت سر ۳۰ اکتوبر۔ امرت سر کے مقامی حکام اور اہالیان شہر روز افزوں تعداد میں آنے والے پناہ گزینوں کے علاوہ زائرین کی کثرت سے بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ مقامی حکام کو ایک بڑی شکایت یہ ہے کہ کارکن لوگ آمد و رفت کے لئے موٹریں اور رہنے کے لئے مکانوں اور خوراک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خوراک کی اس تنگی کے زمانہ میں یہ لوگ بوجھ بن جاتے ہیں۔ امرت سر کو سب سے زیادہ اور فوری ضرورت خاکروبوں کی ہے کیونکہ امرت سر کی خطرناک طور پر خراب ہو چکی ہے۔ کوڑے کرکٹ سے نالیاں بند ہیں۔ پٹرول کی سخت قلت ہے۔

ملک فیروز خان نون لندن پہنچ گئے

بمقابل ۳۰ اکتوبر۔ قائد اعظم کے سفیر خاص ملک فیروز خان نون لندن پہنچ گئے۔ ریسیپشن کی تقریب میں حکومت برطانیہ کی دعوت پر شرکت کرنے کی غرض سے آئے۔

روانہ ہو گئے ہیں۔ روانگی سے پیشتر آپ نے فرمایا مستقبل قریب میں مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کا بلاک بننے والا ہے۔ ہمارا اس بلاک کا ممتاز ممبر ہوگا آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں کیمونزم پیدا ہو

ہر افغان پاکستانی بھائی کیلئے خیر سگالی کے جذبات رکھتا ہے

سفیر افغانستان کاڈان کے نمائندہ خصوصی سے انٹرویو

کراچی ۲۸ اکتوبر۔ دولت علیہ افغانستان کے وزیر مختار اور سفیر سردار محمد نعیم خان نے ڈان کے نمائندہ خصوصی سے انٹرویو کے دوران میں فرمایا۔ کہ انہیں تو ہر افغان کے دل میں اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے جذبۂ ہمدردی اور بہی خواہی نظر آتی ہے۔ آپ نے انتہائی خلوص کا اظہار فرماتے ہوئے کہا جمعیت اقوام متحدہ کے افغانی وفد نے جو رویہ اختیار کیا۔ ہمیں اس کا افسوس ہے۔ اس میں حکومت افغانستان کا مشورہ ہرگز شامل نہ تھا۔ یہ رویہ انہوں نے اپنی مرضی سے اختیار کیا۔ جس پر حکومت نے انہیں اپنی رائے واپس لینے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ اپنی غلطی کا ازالہ کریں۔ افغانستان علاقائی توسیع کا خیال نہیں رکھتا۔ نہ اسے پاکستان کے کسی علاقے کو اپنی مملکت میں شامل کرنے کی تمنا ہے۔ بلکہ ہم اس کے آرزومند ہیں۔ کہ پاکستان طاقتور اور فارغ البال ہو۔ اور ہمارے برادرانہ تعلقات اور زیادہ مستحکم ہو جائیں۔ پٹھانستان کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ہمارا منشا صرف یہی ہے۔ کہ پٹھانوں کو اپنے طرز حکومت کا فیصلہ کرنے کا آزادانہ حق ملنا چاہیے۔ تقسیم فلسطین کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا۔ فلسطین کو ہرگز تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ افغانستان جادۂ ترقی پر گامزن ہے۔ حکومت ترقی اور تعمیر کے کاموں کو نافذ العمل کر رہی ہے۔ عوام کی طرف سے کامل تعاون کیا جا رہا ہے۔

مشہور ڈاکوؤں کے گروہ کی گرفتاری

امرت سر ۳۰ اکتوبر۔ امرت سر کی پولیس نے پانچ مشہور ڈاکوؤں کو گرفتار کیا ہے۔ جن میں لکھا سنگھ عرف کمتی بھی شامل ہے۔ جس نے گذشتہ ماہ اگست میں سیلاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی ہزار ایکڑ زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ اور خود راجہ بٹی ہونے کا اعلان کیا تھا۔ بٹی ہندو مسلمانوں اور پاکستان کی سرحد پر قصور کے قریب واقع ہے۔ اس ٹولی کے قبضہ سے لوٹ مار کے مال کے علاوہ ۳۰۳ کی تین رائفلیں دو ڈبل بیرل بندوقیں اور پانچ ہینڈ گرنیڈ بھی برآمد ہوئے ہیں۔

والٹن کیمپ میں پناہ گزینوں کی تعداد

لاہور ۲۹ اکتوبر۔ والٹن کیمپ میں پناہ گزینوں کی کل تعداد ۱۱۵۵۰۸ تھی۔ جن میں سے ۲۷۲۶۵ بھیج دیئے گئے۔ ۲۰ اموات ہوئیں ہیضہ کا آج بھی کوئی کیس نہیں ہوا۔

مشرقی پنجاب اسمبلی کا پہلا اجلاس

شملہ ۳۰ اکتوبر۔ مشرقی پنجاب اسمبلی کا پہلا اجلاس یکم نومبر سے شروع ہوگا۔ حلف وفاداری اٹھانے کے بعد صدر کا انتخاب ہوگا۔ ۱۵ اگست سے ۳۱ مارچ تک کی درمیانی مدت کے لئے میزانیہ پیش کیا جائیگا۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو اور وزیر اعظم ہونے کے علاوہ وزیر مالیات کی حیثیت سے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے بجٹ پیش کریں گے۔

ہندوستان میں شدید قحط کا خطرہ

مسز وجیا لکشمی پنڈت نے اورینٹل پریس کلب میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان میں آئندہ چند ہفتوں میں شدید قحط رونما ہونے والا ہے گذشتہ سال تیس لاکھ ٹن اناج کی کمی کا سامنا تھا۔ امسال سیلابوں کی وجہ سے کم از کم اس لاکھ ٹن اناج کی کمی رہے گی۔

فسادزدہ علاقے قرار دیدیئے گئے

لکھنؤ ۳۰ اکتوبر۔ ضلع علی گڑھ اور ضلع بدایوں میں تحصیل بدایوں کو بھی عرصہ تین ماہ کے لئے فسادزدہ علاقہ قرار دے دیا ہے۔

شیخ اے حسن کا نیا عہدہ

کراچی ۳۰ اکتوبر۔ حکومت پاکستان کی ایک اطلاع ہے۔ کہ شیخ اے حسن کو آنریبل صدر پاکستان دستور ساز اسمبلی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی عارضی اسامی پر متعین کیا گیا ہے۔

مشرقی پنجاب کے وزراء کا الاؤنس

شملہ ۳۰ اکتوبر۔ مشرقی پنجاب کے پہلے اجلاس میں ایک مسودہ قانون پاس کیا جائیگا۔ جس کی رو سے وزراء کو تنخواہوں کے علاوہ ۳۶۰۰ سالانہ سواری الاؤنس کے طور پر ملا کریگا۔ رہائش کے لئے

ضرورت

دفتر الفضل میں فوری طور پر دو میٹرک پاس کلرکوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ ۴۰-۲-۵۰ سکیل گریڈ میں ۳۰/۴/۳۰ دی جائیگی خواہشمند احباب اپنی درخواستیں بذریعہ مجھے دفتر میں بھیج دیں۔

(مینیجر الفضل لاہور)

Digitzed by Khilafat Library Rabwah